# علم تجوید سے لاپروائی اور اس کا انجام بد

از: محمد ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

دینی علوم میں سب سے زیادہ اہمیت علم قرآن کو حاصل ہے، اس لیے کہ علم قرآن تمام علوم کا منبع وسرچشمہ ہے، علم قرآن ہی کا ایک حصہ علم قراءت بھی ہے، یہ قرآن سیکھنے کا سب سے پہلا مرحلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بچوں کو اسلامی تعلیم دلانا مقصود ہوتا ہے تو سب سے پہلے ناظرۂ قرآن یعنی دیکھ کر قرآن پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ علم قرآن کے دوسرے مراحل تفہیم، تحفیظ اور تفسیر وغیرہ بعد میں آتے ہیں۔ لہذا قرآن کی قراءت سیکھنا علم قرآن کا پہلا مرحلہ ہوا۔

قرآن پاک کو درست پڑھنا فرض عین ہے، قرآن پاک کے کلمات کیسے ادا کریں، الفاظ وحروف کس طرح زبان سے نکالے جائیں، یہ ایسی باتیں ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے، اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ قرآن پاک ترتیل سے پڑھو، یعنی ہر ہر کلمہ صاف صاف جدا جدا اور واضح ادا کرو، قرآن پاک کے پڑھنے پر اجر وثواب اسی وقت مل سکتا ہے جب قرآن پاک کو درست اور صحیح پڑھا جائے اور علم تجوید کے بغیر قرآن پاک کو درست پڑھ لینا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے علم تجوید سیکھنا ضروری ہے اور اس سے غفلت گناہ۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر تجوید کے قرآن پاک پڑھنے والے کو فاسق فرمایا ہے، چناں چہ شیخ مکی بن ابی طالب نے فرمایا: وَقَدْ صَحَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله تعالى عليه وسلم سَمّى قارئ القرانِ بغير التجويد فاسقًا. (نهاية القول المفيد ص ١٠) صحیح روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر تجوید کے قرآن پاک پڑھنے والے کو فاسق قرار دیا ہے۔ یعنی قرآن پاک کے غلط پڑھنے والے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاسق فرمایا ہے۔

قرآن پاک غلط پڑھنے کو لحن کہتے ہیں، لحن کی دو قسمیں ہیں، لحن جلی اور لحن خفی، لحن جلی یعنی لفظی غلطی جو معنی اور معرفت دونوں میں مخل ہوتی ہے، لحن خفی جس سے معنی تو فاسد نہیں ہوتا مگر سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ لحن جلی کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام اور اس سے بچنا واجب ہے۔ لحن جلی کے ساتھ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں ہی گنہ گار ہوتے ہیں، بلکہ ایسا پڑھنے اور سننے والے پر خود قرآن پاک بھی لعنت کرتا ہے۔ چناں چہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا: رُبَّ تالٍ لِلْقُرآن و القُرآن يلعنه (إحياء العلوم ج١ ص ٤١٧ باب في ذم تلاوة الغافلين) یعنی بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے ہیں کہ (غلط پڑھنے کی وجہ سے یا معنی میں تحریف کرنے کی وجہ سے یا قرآن کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے) قرآن پاک ان پر لعنت کرتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: قال بعض العلماءِ: إن العبد ليتلو القرآن فيلعن نفسه وهو لا يعلم. (أيضًا ج١ ص ٤١٨] یعنی بعض علما نے فرمایا کہ بندہ قرآن پڑھتا ہے تو قرآن خود اس کی ملامت کرتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا۔

دوسری جگہ منقول ہے: قال بعض السلف: إن العبد ليفتتح سورةً فتصلي عليه الملائكة حتى يفرغ منها و إن العبد ليفتتح سورةً فتلعنه حتى يفرغ منها. [أيضًا ج١ ص ٤١٨ باب في ذم تلاوة الغافلين] بعض اسلاف نے فرمایا: بے شک بندہ کسی سورہ کو (پڑھنا) شروع کرتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس سے فارغ نہیں ہو جاتا، اور بے شک بندہ کسی سورہ کو (پڑھنا) شروع کرتا ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس سے فارغ نہیں ہو جاتا۔ یعنی اگر قرآن پاک کا حق ادا کرتے ہوئے اس کو درست پڑھتا ہے تو فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور اگر غلط پڑھتا ہے تو لعنت کرتے ہیں جب تک کہ پڑھنا چھوڑ نہ دے۔

علم تجوید ہی ایسا علم ہے جس کی رعایت سے قرآن پاک صحیح پڑھا جا سکتا ہے، اس کے بغیر قرآن صحیح پڑھنے کا تصور محض باطل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علما نے علم تجوید وقراءت کو فرض عین قرار دیا۔ چناں چہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اتنی تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے صحیح ممتاز ادا ہو فرض عین ہے۔ بغیر اس کے نماز قطعًا باطل ہے۔ عوام بے چاروں کو جانے دیجیے خواص کہلانے والوں کو دیکھیے کتنے اس فرض پر عامل ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ا ص ۵۵)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ط، ت- س،

ث،ص-ذ،ز،ظ-ا،ئ،ع-ھ،ح-ض،ظ،د-ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھنا ضروری ہے ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س،ش-ز،ج-ق،ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ (بہار شریعت ج۱ص۱۰۸)

اسلام میں نماز مسلمانوں پر سب سے اہم فریضہ ہے جس کا ایک رکن قراءتِ قرآن بھی ہے، قواعد تجوید کی رعایت کے بغیر اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ تجوید کے بغیر نماز پڑھنے کو علما نے ناجائز فرمایا ہے: چناں چہ تفسیر روح البیان میں ہے: لا تجوز الصلاۃ بدون التجوید۔ (ج۱۰ص ۲۰۷) تجوید کے بغیر نماز درست نہیں ہے۔
قرآن غلط پڑھنے سے معنی غلط ہوجاتا ہے۔ اور معنی غلط ہونے سے نماز باطل ہوجاتی ہے، آیئے ذرا جائزہ لیں اُن غلطیوں کا جو آج نماز کی قراء ت میں عام ہیں اور جن سے نماز بھی باطل ہوجاتی ہے، مگر لوگ اس کی پروا بھی نہیں کرتے۔ نیکی کے ارادے سے آتے ہیں اور قرآن غلط پڑھ پڑھ کر نماز بھی برباد کرتے ہیں اور گناہ لے کر جاتے ہیں۔

فتاوی ہندیہ ج۱ ص ۱۴۳ میں ہے: ولو قرأ غیر المغظوب بالظاء أو الذال تفسد صلاته ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته ولو قرأ الصرات بالتاء تفسد صلاته. یعنی غیر المغضوب کو 'ظا' یا 'ذال' کے ساتھ "غیر المغظوب" یا "غیر المغذوب" پڑھا تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح "ولاالضالین" کے 'ضاد' کے بجائے 'دال' کے ساتھ "ولا الدالین" پڑھا تو نماز جاتی رہی، یوں ہی "الصراط" کو "ت" کے ساتھ "الصرات" پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یہ وہ عام غلطیاں ہیں جو سورۂ فاتحہ میں سرزد ہوتی ہیں اور سورتوں کی قراء ت میں کثرت کے ساتھ سرزد ہونے والی غلطیاں بھی ملاحظہ فرمالیں۔

فتاوی ہندیہ کے اسی صفحہ میں ہے: وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر قرأ بالسين تفسد صلاته، وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کو 'سین' کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی ۔فتاوی ہندیہ ص ۱۴۷ میں ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ قرأ وانهَرْ تفسد صلاته، یعنی "وَانْحَرْ" کو چھوٹی 'ھ' کے ساتھ "انھَرْ" پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اسی صفحہ میں ہے: وَحَمَّالَةَ الْحَطَبِ: قرأ حمّالة الحتب تفسد صلاته یعنی "الحطب" کو 'ت' کے ساتھ "الحتب" پڑھا تو نماز جاتی رہی۔ اسی صفحہ میں ہے: رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ قرأ بالسين "وَ السَّيْف" تفسد صلاته وكذا لو قرأ الشتآء بالطاء، یعنی اگر رِحْلَةَ الشِّتَآءِ کو "ت" کے بجائے "ط" کے ساتھ "الشطآء" پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی اور یوں ہی "الصَّيْف" کو 'سین' کے ساتھ "السَّيْف" پڑھا تو بھی نماز فاسد ہوگئی۔

یہ چند آیتیں ہم نے نمونے کے طور پر پیش کر دی ہیں، ان کے علاوہ بے شمار آیتیں ہیں جن میں اس قسم کی غلطیوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جس کا تدارک سجدۂ سہو سے بھی نہیں ہوسکتا، بلکہ جب تک قراءت درست نہ کی جائے دہرانے سے بھی نماز نہ ہوگی۔

قرآن پاک کو غلط پڑھنا یہ نہیں کہ صرف ایک غیر معمولی غلطی ہے، بلکہ ایک قسم کی تحریف ہے، اس لیے کہ ایک حرف مثلاً 'ح' کو "ہ" سے بدل کر پڑھا اور معنی فاسد ہوگیا تو یہ قرآن پاک کے کلمات میں لفظی ومعنوی دونوں طرح کی تحریف ہے۔ کبھی کبھی معنی تو اس بری طرح سے فاسد ہوجاتے ہیں کہ آیت کا اصل مفہوم کے بالکل برعکس ہوجاتا ہے پھر وہ کلمہ قرآنی ہونے کے بجائے شیطانی ہوجاتا ہے۔ ذیل میں کچھ اسی طرح کی غلطیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

(۱) قرآن پاک میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" بڑی "ح" کے ساتھ آیا ہے، جس کے معنی ہیں تمام خوبیاں اللہ کے لیے، اب اگر کوئی شخص اسے چھوٹی "ھ" کے ساتھ "اَلْهَمْدُ" پڑھے تو یقیناً یہ کلمہ کلمۂ اہانت ہونے کے سبب کفریہ کلمہ ہوجاتا ہے، کیوں کہ چھوٹی 'ہ' کے ساتھ "الھمد" کے معنی ہیں پھٹے چٹے بوسیدہ کپڑے، چنانچہ صاحب تاج العروس نے لکھا ہے: الهمود: تقطّع الثوب وبلاه (کپڑے کا ٹکڑے ٹکڑے اور بوسیدہ ہونا) الهَمْدُ بفتح فسكون: ثوب هامد وثياب هُمَّدٌ یعنی الهَمْد (ھا کے فتحہ اور میم کے سکون کے ساتھ) پھٹا چٹا اور بوسیدہ کپڑا، جمع هُمَّد ہے۔ (تاج العروس ج۲ ص ۵۴۶ فصل الهاء من باب الدال دار الفکر بیروت) لہذا اب اَلْهَمْدُ لله کے معنی ہوئے تمام پھٹے چٹے بوسیدہ کپڑے اللہ کے لیے، (معاذ اللہ) جو کلمہ تعریفی تھا وہ صرف ایک غلطی کی وجہ سے توہین آمیز ہوگیا۔ یہ ایسی غلطی ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں، اللہ سب کو درست پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۲) قرآن پاک میں اللہ الصمد صاد کے ساتھ الصمد آیا ہے اس کے معنی ہیں: اللہ بے نیاز ہے، اب اگر کوئی اسے سین کے ساتھ السمد پڑھے تو معنی ہوں گے، اللہ حیران ہے، (معاذ اللہ) یہ بھی کفریہ کلمہ ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے شرح منیۃ المصلی میں فرمایا: لو قرأ اللّٰہ الصمد بالسین تفسد صلاته۔ (اگر نماز میں اللّٰہ السَمَد پڑھا تو نماز فاسد ہو

گئی)

(۳) قرآن پاک میں اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ آیا ہے، اس کے معنی ہیں، کیا اُن (اصحاب فیل) کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا، اب اگر کوئی اسے "فی تجلیل" (جیم کے ساتھ) پڑھے تو معنی ہوگا کیا ان کا داؤں تعظیم میں نہ ڈالا، یقیناً یہ مفہوم آیت کریمہ کے اصل مفہوم کے بالکل برعکس ہے۔

(۴) کبھی کبھی جلد بازی میں قراءت کرنے سے بہت سارے حروف حذف ہو جاتے ہیں اور حذف کی غلطی ہونے سے بھی بعض جگہ معنی بالکل برعکس ہو جاتا ہے۔ مثلاً دعائے قنوت میں ایک جملہ ہے: نشکرک ولا نکفرک یعنی الٰہی تیرا شکر کرتے ہیں اور ہرگز تیری ناشکری نہیں کرتے۔ اگر کسی نے جلد بازی میں کلمۂ "لا" سے الف کو حذف کر کے "لنکفرک" پڑھ دیا تو معنی ہوں گے، الٰہی ہم ضرور تیری ناشکری کرتے ہیں (معاذ اللہ) اسی طرح سورۂ کافرون میں ہے: لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، یعنی میں اس کو نہیں پوجتا جسے تم پوجتے ہو، اب اگر کوئی تیز رفتار قاری کلمہ "لا" سے الف کو حذف کر کے لأَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھے تو معنی ہوں گے میں ضرور اسے پوجتا ہوں جسے تم پوجتے ہو۔ مذکورہ حذف کی صورتوں میں یقیناً یہ کلمہ ایمانی نہیں رہ جاتے ہیں، بلکہ شیطانی ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سرزد ہونے والی اور بہت سی غلطیاں ہیں جن سے آیت کا مفہوم ہی الٹ جاتا ہے، ایسی قراءت کرنا اور سننا دونوں حرام و گناہ ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں ایسی قراءت سے بچنے اور صحیح قراءت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

آج ائمۂ مساجد کی ایک بڑی تعداد علم تجوید سے یکسر ناواقف نظر آتی ہے، ان کی صورت حال بہت ہی عجیب و غریب ہے، کچھ تو ھَذْرَمَہ سے یعنی بہت سرعت کے ساتھ قراءت کرتے ہیں اور جلد بازی کے نتیجے میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں، کچھ تو آواز کے اُتار چڑھاؤ اور لہراؤ میں حرف چبا چبا کر، آواز کو نچا نچا کر گانے کے طور پر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، کچھ لوگ تَطْنِین کے ساتھ یعنی ہر حرف کو ناک میں لے جا کر پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ منہ سے نہیں، بلکہ ناک سے نکل رہے ہیں اور طبیعت کو یہ انداز اور یہ ادا انتہائی ناپسندیدہ اور مکروہ لگتی ہے۔

مذکورہ سارے طریقے قرآن پاک کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے، کیوں کہ کتب فقہ میں ان طریقوں کی حرمت مصرّح ہے۔ مذکورہ طریقوں سے قرآن پاک پڑھنے والے حضرات جہاں علم تجوید سے ناواقف محض ہیں وہیں آداب تلاوت سے بھی یکسر خالی ہیں، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آداب تلاوت میں سے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ قاری قرآن پاک کو خوش آوازی سے پڑھے، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زَیِّنُوْا القرآن بأصواتکم۔ تم اپنی (اچھی) آواز سے قرآن کو آراستہ کرو۔ اور اتقان میں ہے: حسن الصوت زینۃ القرآن، (ج ۱ ص ۳۰۲) اچھی آواز قرآن کی زینت ہے، اب قارئین ہی فیصلہ فرمائیں کہ ناک والے قرآن خواں حضرات اپنی ناک کی مکروہ آواز سے قرآن کے کلمات مزیّن کرتے ہیں یا خود اس کی اپنی زینتیں بھی غارت کر دیتے ہیں۔

میں جھارکھنڈ کے ضلع جامتاڑا کے ایک گاؤں میں محفل میلاد پاک میں شرکت کے لیے اپنی سائکل پر سوار ہو کر جا رہا تھا، راستے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا، قریب ہی کے ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے رک گیا، جماعت کھڑی ہوئی اور ایک مقبولِ عوام امام نے قراءت شروع کی "اَلَمْ تَارَا کَیْپھا پھلا رَبُّکَ بِأَسْھَابِ الپھِیْل. اَلَمْ یَاجْعَلْ کَیْدَھُمْ پِھی تَاجْلِیْل۔ میری باذوق سماعت پر یہ ادا بجلی بن کر گئی اور تن بدن میں آگ سی لگ گئی تاہم بڑی مشکل سے برداشت، دوسری رکعت میں ہر دلعزیز امام نے پھر میری سماعت پر اپنی زوردار قراءت کا ہنٹر چلایا اور یوں قراءت فرمائی "اِجَاجَا نَسْرُ اللّٰهِ وَالپھتْهُ وَرَآیْتَ النَّاسَ یَاذْکُھلُوْنَ پھی دین الله آپھوا جًا۔ کلمات قرآنیہ کے ساتھ مجھ سے یہ ظلم سہا نہ گیا، میں نے اپنی نماز توڑ دی اور سب سے پہلے اپنا سر پیٹا اور علیٰ حدہ اپنی نماز پڑھی، پھر بعد میں امام صاحب سے ملاقات کر کے ان کی غلطیوں کی نشان دہی کی اور علم تجوید سیکھنے کا مشورہ دیا، جسے انھوں نے قبول کیا اور بعدہ عہدۂ امامت سے بھی مستعفی ہو گئے۔

اتنی تیز رفتاری سے قراءت کرنا کہ الفاظ بھی درست ادا نہ ہوں اور حروف بھی حذف ہو جاتے ہوں حرام ہے، نیز آداب تلاوت میں سے دل سے قرآن پاک کی تعظیم و توقیر کرنا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ قرآن پاک کو ترتیل سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے، کیوں کہ اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا تعظیم قرآن کے زیادہ قریب ہے، برخلاف سرعت رفتار سے پڑھنے کے کہ اس میں تعظیم ملحوظ نہیں رہ پاتی۔

آج بہتیرے ائمۂ مساجد ایسے ہیں جو قرآن پاک کو غلط پڑھتے ہیں، نہ قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہیں اور نہ ترتیل کی اور نہ ہی انھیں حروف کے مخارج و صفات کا علم ہوتا ہے اور کتنے تو ایسے ہیں جو اپنی

لہر دار آواز کے بل بوتے پہ مقتدیوں میں مقبول و منظور ہوتے ہیں، مسائل سے نابلد، علم تجوید سے نا آشنا اور تعویذ سے خوب آگاہ ہوتے ہیں، کام و دہن کی آسودگی اور جاہ و زر کی طلب قراءت درست کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتی اور سخت افسوس تو اس وقت ہوتا ہے جب احساس دلانے اور سوئی ہوئی فکر کو تصحیح قراءت کی جانب مہمیز کرنے پر بھی کچھ پروا نہیں کرتے، اس کو درخور اعتنا سمجھنے کے بجائے کٹ حجتی، ہٹ دھرمی اور کج بحثی پر اتر آتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے یہ کتنی بڑی کم نصیبی اور محرومی ہے کہ وہ قرآن پاک بھی درست پڑھنا نہیں جانتا ہے۔ اور غیرت وشرم میں ڈوب مرنے کی بات تو یہ ہے کہ ایسے ایسے لوگ قوم کے امام اور پیشوا بن جاتے ہیں، ایسے لوگوں کا امام بننا اور ان کو امام بنانا دونوں ناجائز و گناہ ہے۔

کلمات قرآنیہ کے ساتھ یہ ظلم و زیادتی صرف عوام و کم خواندہ طبقہ ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے اچھے خاصے پڑھے لکھے، بلکہ موجودہ رائج افتا کا کورس کرکے فارغ ہونے والے علما و مفتیان کرام بھی اس میں ملوث ہیں۔ قرآن پاک کے مقدس کلمات کے قتل عام سے جو اذیت اور تکلیف ہوتی ہے اس میں مزید اضافہ وہ کم خواندہ ائمۂ مساجد فرماتے ہیں جو اپنے غلط تلفظ سے اپنے حلقۂ درس میں شریک ہونے والے قرآن پاک کے شوقین نونہالوں کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔

ہمارے بعض مدارس کا حال یہ ہے کہ عصری علوم کے حوالے سے ہم اپنے اپنے مدرسوں میں انگریزی اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے لیے کمپیوٹر اور انگریزی ٹیچر فراہم کرنے میں کوشاں ہیں۔ مگر علم تجوید جو کلمات قرآنیہ کے سمجھنے میں مدد و معاون ہے، اس کے لیے ہم اپنے مدرسوں میں اعلیٰ انتظام کے بجائے ایک معمولی قاری کو رکھ کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا نہیں چاہتے۔ کچھ مدرسے تو ایسے ہیں جہاں جماعت رابعہ، خامسہ یا عالمیت تک کی تعلیم دی جاتی ہے، مگر تجوید و قراءت کا ان کے یہاں کوئی شعبہ نہیں اور جہاں کوئی شعبہ قائم بھی ہے تو اس کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جاتی، برائے نام شعبۂ قراءت چل رہا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ ہمارے مدرسوں سے سو سو، پچاس پچاس کی تعداد میں فارغ ہونے والے علما و فضلا میں سے کچھ کمی و بیشی کے ساتھ پانچ ہی فیصد ایسے ہوتے ہیں جو قرآن پاک صحیح پڑھ پاتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا ہے کہ علم تجوید کو ہر مدرسہ میں لازمی سبجیکٹ کی حیثیت سے داخل نصاب کر دیا جاتا۔

آج کے علم تجوید سے ناواقف ائمہ کیا کر رہے ہیں؟ قرآن پاک کی عظمت اور اس کے تقدس کو چاٹ چاٹ کر صاف کر رہے ہیں اور نمازیں الگ خراب کر رہے ہیں۔ آہ! اسی طرح کے مقدس لباس والے ایک وہ بھی تھے جن کے سینے قرآن پاک کی عظمتوں سے معمور اور آباد تھے، جن کے قلوب قرآن عظیم کی تعظیم و توقیر سے لبریز تھے، ان کے دلوں میں قرآن پاک کی محبت رچی بسی تھی، انھوں نے صرف قرآن پاک پڑھنا ہی نہیں سیکھا، بلکہ قرآن پاک میں بکھرے ہوئے بے شمار علوم و فنون کے موتیوں سے اپنے دامن بھرے۔ انھوں نے علم قرآن ہی کو اپنا حرز جان و ایمان بنایا۔

ہمارے اسلاف نے جب بھی قرآن پاک کی قراءت میں کسی طرح کی کوئی غلطی دیکھی انھوں نے اس کی اصلاح کے لیے سعی بلیغ فرمائی، انھوں نے اس مقصد کے لیے ایسے قواعد ضبط کیے جن سے قرآن درست پڑھا جا سکے اور ہر ایسے فن کو رواج دیا جو قرآن خوانی کی تصحیح میں معاون ہوا اور ایسی علامتیں ایجاد کیں جن سے قرآن خوانی کی تصحیح ہو سکے۔ آپ پہلے کے قرآنی نسخوں کو دیکھیں وہ سب حرکات، سکنات، تشدیدات اور نقطوں سے معرّیٰ و مجرّد تھے، صیف، ضیف، شکر، سکر، خرّب خرِب حرب سب کی شکلیں ایک تھیں، مگر بایں ہمہ اہل عرب زبان عربی میں اپنی کامل مہارت اور قدرت کی وجہ سے درست پڑھتے اور بولتے تھے۔

لیکن کچھ زمانے کے بعد قرآن کی قراءت میں لوگوں سے غلطیاں سرزد ہونے لگیں تو حجاج بن یوسف کے حکم سے حضرت نصر بن عاصم لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقطے ایجاد کیے جس سے ہم شکل حروف میں امتیاز ہو گیا، حضرت ابو داود دؤلی تابعی بصری نے ایک شخص کو آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ (بفتح لام) کو رسولِہ (بکسر لام) پڑھتے ہوئے سنا، آیت کریمہ کا اصل مفہوم یہ ہے: بے شک اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری ہیں، لیکن رسولَہ کے لام کو مکسور پڑھنے سے مفہوم یہ ہو جاتا ہے کہ بے شک اللہ مشرکین سے بری ہے اور اپنے رسول سے، یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی جس کا احساس ہوتے ہی انھوں نے فرمایا: معاذ وجہ اللہ أن یبرئ رسولہ، اللہ کی پناہ اس سے کہ وہ اپنے رسول سے بری ہو۔

مذکورہ واقعہ کے بعد آپ کو قرآن کی قراءت میں ہونے والی غلطیوں کی اصلاح کی شدید فکر لاحق ہوئی جس کے نتیجے میں اُنھوں نے علم نحو ایجاد کیا اور حروف پر حرکات و سکنات بھی وضع کیے، خلیل بن احمد

فراہیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تشدید، ہمزہ، جزم، وصل اور حرکات ثلاثہ یعنی کسرہ، فتحہ اور ضمہ (زیر، زبر، پیش) کی موجودہ شکلیں ایجاد کیں اور ان سے قرآن پاک کے کلمات کو آراستہ کیا۔ (ملخص از تدوین قرآن)

غلطیوں کے سدّ باب میں اُن بزرگوں کی یہ وہ کامیاب کوششیں اور روشن و گراں قدر کارنامے ہیں جو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیے جاسکتے۔

پھر اصلاح و درستگی کا سلسلہ یہیں پر نہیں رک گیا، بلکہ بعد کے ادوار میں اُنھوں نے علم تجوید کو مستقل فن کی حیثیت سے رواج دیا، حروف کے مخارج وصفات متعین کیے اور اس علم کی اہمیت وافادیت اور ضرورت سے امت مسلمہ کو آشنا کیا۔ اس فن کے مسائل پر بے شمار کتابیں لکھیں، علوم قرآن کے موضوع پر لکھنے والے بزرگوں نے مستقل باب کی حیثیت سے اس فن کو اپنی اپنی کتابوں میں جگہ دی، اپنے اپنے مدرسوں میں مستقل سبجیکٹ کی حیثیت سے نصاب تعلیم میں شامل کیا، یہ تمام تر اہتمام اور ان کی گراں قدر خدمات صرف اور صرف اس لیے ہے کہ تا کہ مسلمان قرآن پاک کو درست پڑھ سکیں، مگر آہ! اب تو اس فن کا شوق ہی جاتا رہا، بزرگوں کے کارنامے اور ان کے علمی ذخائر ہمارے سامنے دستک دے رہے ہیں، مگر ہم انتہائی بے توجہی اور لاپروائی برتتے ہوئے ہیں۔ یقیناً ہماری غلط خوانیاں دیکھ کر اُن مقدّس ہستیوں کی روحوں کو شدید تکلیف ہوتی ہوگی جنھوں نے ہماری قراءت درست کرنے کے لیے پوری زندگی علم تجوید کے فروغ وترقی میں صرف کردی۔

آج ہم جس قرآن کو غلط پڑھ پڑھ کر ڈھیروں گناہوں سے اپنا دامن بھر رہے ہیں یہ وہی قرآن ہے جس کی تلاوت پر ڈھیروں نیکیوں کا وعدہ ہم سے کیا گیا ہے۔ یہ وہی قرآن ہے جس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ہیں۔

مَنْ قَرأَ حرفًا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة عشر أمثالها. (إتقان ج ۱/ ۲۹۲)

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی ہے اور اس نیکی کے بدلے میں اس جیسی دس نیکیاں ہیں۔

قراءت قرآن کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افضل عبادت فرمایا ہے: أفضل عبادة أمتي قراء ة القرآن. (إتقان ۱/ ۲۹۳) میری امت کی افضل عبادت قراءت قرآن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیرکم من تعلّم القرآن وعلّمه. (بخاری شریف ۲/ ۷۵۲) تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: هم أهل القرآن أهل الله و خاصّته. (ابن ماجه ص۱۹) وہ قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يجيء صاحب القرآن يوم القيامة، فيقول القرآن: يا ربِّ! حلِّه، فيلبس تاج الكرامة، ثم يقول: يا ربّ! زده فيلبس حلّة الكرامة، ثم يقول : يا ربّ ! ارض عنه، فيرضى عنه، فيقال له اقرأ و ارق، و يزداد بكل آية حسنة. (الترغيب والترهيب ج۲، ص ۵۸۵) صاحب قرآن قیامت کے دن آئے گا، قرآن کہے گا: اے پالنہار! اسے آراستہ فرما دے، چناں چہ عزت وشرف کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا: اے پروردگار! اسے اور نواز اس کے بعد اسے عز وشرف کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! اس سے راضی ہوجا، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا، پھر صاحب قرآن سے کہا جائے گا: تم قرآن پڑھو اور اوپر چڑھو اور وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔

اتنے وعدے اور اتنی بشارتیں سننے کے بعد کیا ہمیں خوشی سے مچل نہیں جانا چاہیے اور قرآن کی درست خوانی (جس پر ثواب کا دارومدار ہے) کی جان توڑ کوشش نہیں کرنی چاہیے؟ مگر آہ! اس کی جگہ یہ بے حسی کس قدر خطرناک ہے، کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ کسی کی بات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے سے اسے تکلیف ہوتی ہے؟ تو پھر اللہ کے کلام کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے سے کیا اس کو ناراضگی نہیں ہوگی؟ اگر ہوگی تو پھر آہ! یہ کیا ہے کہ ہم اپنی روش کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہمیں ہر حال میں خدا کا خوف رکھنا چاہیے اور اس کی عظیم کتاب کے احترام کے لیے دل سے تیار ہوجانا چاہیے۔ ہمارے دل میں اس کی محبت کا ایک طوفان برپا ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے اس کے حقوق ادا کردیے تو آج بھی خدا کی رحمتیں ہمارے اوپر برستی نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پاک درست پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔